بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

58: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے: حصہ دوم

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے "قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے" کے بیان کے تعلق سے اور پہلی آیت جو شیخ الاسلام نے بیان کی ہے اس موضوع کے تعلق سے اور اس پر بات کی تھی، آج کے درس میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

2- دوسری آیت جو شیخ الاسلام نے بیان کی ہے اس ثبوت کے لیے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، سورۃ البقرۃ آیت نمبر 75 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (اور یقیناً اُن میں سے ایک ایسا گروہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں پھر اس کی تحریف کر دیتے ہیں اس کے بعد کہ اُن لوگوں نے اُسے سمجھا ہے اور وہ خوب جانتے بھی ہیں) (البقرۃ: 75)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سیاق جو ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تعلق سے ہے: ﴿أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ﴾: یعنی تم یہ طمع کرتے ہو کہ یہودی تمہاری باتوں کو مان لیں گے اور وہ ایمان لائیں گے (یعنی ایسی بات نہیں ہے)۔

﴿فَرِيقٌ مِّنْهُمْ﴾: یعنی اُن میں سے ایک گروہ (یعنی یہودیوں کا جو علماء کا گروہ ہے)۔

﴿يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ اللَّهِ﴾: شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے دو احتمال ہیں:

(ا) پہلا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد (یعنی ﴿كَلَٰمَ اللَّهِ﴾ سے مراد) جو وہ سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے، اور مصنف کے ظاہر سے یہی پتہ چلتا ہے۔

یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس آیت کو اس سیاق اور سباق میں اس لیے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں دلالت ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے اور یہاں پر فرمایا ہے ﴿يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ اللَّهِ﴾: تو ﴿كَلَٰمَ اللَّهِ﴾ سے مراد قرآن مجید ہے:

"فیکون دلیلاً علی أن القرآن کلام الله" (تو اس سے یہ دلیل پکڑی جاتی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے)۔

(۲) اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالٰی کا کلام جو اللہ تعالٰی نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کیا ہے جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے لوگوں میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے) ستّر لوگوں کا انتخاب کیا اور پھر اللہ تعالٰی سے ملاقات کے لیے کوہ طور پر گئے، اور اللہ تعالٰی جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ہم کلام ہوئے اور ان ستّر لوگوں نے سنا اس کلام کو تو انہوں نے اللہ تعالٰی کے کلام کی تحریف کی ہے اس کے بعد کہ اُن لوگوں نے سمجھا ہے اور خوب جان لیا تھا۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو پہلا احتمال ہے مفسرین میں سے کسی نے بھی اسے بیان نہیں کیا ہے۔

یعنی سیاق اور سباق جو ہے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 75 کا اس کا تعلق اللہ تعالٰی کے کلام سے تو ہے ﴿يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ اللَّهِ﴾: لیکن کیا اس سے مراد قرآن مجید ہے؟ یا اللہ تعالٰی کا کلام تورات ہے؟ یا اللہ تعالٰی کا کلام جب سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کوہ طور پر کلام ہوا اللہ تعالٰی کا؟ تو مفسرین میں سے جو پہلا احتمال ہے "کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے" مفسرین میں سے کسی نے نہیں بیان کیا ہے۔

لیکن کیا قرآن مجید کا کلام ہے؟ جی ہاں ہے، جو باقی دلائل ہیں وہ موجود ہیں۔ لیکن اس آیت میں کیا دلالت موجود ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے؟ مفسرین میں سے کسی اور نے نہیں کہا جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دلالت لی ہے اس آیت سے کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: ان میں سے کوئی بھی بات ہو یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالٰی کا کلام جو ہے آواز سے ہے (سنا بھی جاتا ہے) کیونکہ کلام جو ہے وہ متکلم کی صفت ہے اور صفت جو ہے متکلم سے الگ نہیں ہوتی، تو اس بنیاد پر یہ واجب ہو چکا کہ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا کلام ہے کسی اور کا کلام نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾: ﴿يُحَرِّفُونَهُ﴾: یعنی تبدیل کرتے ہیں (معنی کو تبدیل کرتے ہیں) تحریف کرتے ہیں۔

پھر یہ پیغام: ﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قباحت میں بہت ہی شدید ہے یہ عمل جو انہوں نے کیا ہے اور اُن کی جرأت ہے اللہ تعالیٰ پر کہ اُن لوگوں نے سمجھنے کے بعد جاننے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کلام کی تحریف کی ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی تحریف کرتا ہے جہالت کی بنیاد پر اُس کا جرم اُس سے کم ہے جو جان بوجھ کر سمجھنے کے بعد جاننے کے بعد تحریف کرتا ہے۔

تحریف ہر اعتبار سے غلط ہے جائز نہیں ہے جرم ہے لیکن اگر دو مختلف لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تحریف کرتے ہیں، ایک جہالت کی بنیاد پر کرتا ہے یہ بھی جرم ہے، اور اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر سمجھنے کے بعد تحریف کرتا ہے: اور یہودیوں نے یہی عمل کیا ہے چاہے قرآن مجید کی تحریف کی ہو انہوں نے، چاہے تورات کی تحریف کی ہو، یا چاہے جو کلام اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کوہ طور پر کیا تھا جو اُن لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا جو کہ ستّر تھے۔

اچھا یہ جو ستّر تھے (یہ بات بتاتا چلوں میں) یہ بنی اسرائیل کے سب سے بہترین علماء میں سے تھے آپ سوچئے کہ کیسی قوم تھی یہ؟! علماء کہتے ہیں کہ یہ وہ ستّر تھے جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی۔اللہ تعالیٰ کی آزمائش دیکھیں (سبحان اللہ) اُدھر سے تو بچ گئے لیکن پھر آزمایا کیونکہ یہ لوگ کوہ طور پر گئے اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اُن لوگوں نے سنا، پھر یہ کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے ہیں اپنی آنکھوں سے سننا کافی نہیں ہے (سبحان اللہ)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بجلی نازل کی اُن کے اوپر پھر وہ مر گئے، پھر سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو رحم فرما مغفرت فرما (یعنی یہ قوم کے جو سب سے اچھے تھے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں اگر خالی ہاتھ واپس جاتا ہوں تو پھر قوم کا کیا حال ہوگا کہ سب سے اچھے کہاں گئے؟!)، پہلے ہی ایمان کی کمزوری کا شکار ہے جو قوم ہے اور کافی مصیبتوں میں پڑی ہے ایسی قوم جو ہے اور ہٹ دھرم قوم ہے سختی کرنے والی قوم ہے (جیسا کہ گائے کے قصے میں آیا ہے) بڑی سختی برتنے والی قوم ہے، تو اللہ تعالیٰ تو رحم فرما۔

اور (سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ نے اُن کو پھر زندہ کر دیا یہ ستّر پھر زندہ ہوئے اور پھر تحریف بھی کر ڈالی! تو جان بوجھ کر سمجھنے کے بعد جاننے کے بعد تحریف کر دی اور یہ بہت بڑا جرم ہے واللہ! اس کی سزا بھی اتنی ہی سخت ہے پھر اس لیے یہودیوں کے دلوں پر کیوں مہر لگ گئی؟ کیوں اُن پر ذلت اور رسوائی اور محتاجی اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے ﴿وَضُرِبَتْ

﴿عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ﴾(البقرة:61)؟ لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اوپر کہ جہاں پر ہوں گے ذلیل ہوں گے (نعوذ باللہ) جب تک کہ توبہ نہیں کرتے۔

یہودی توبہ کر لیں حق کی طرف پلٹ جائیں، حق کو قبول کر لیں من وعن سے تسلیم کر لیں، یہ جتنی بھی تکلیفیں ہیں جتنی بھی سختی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جتنا بھی عذاب اُن پر مسلط اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ذلت کا رسوائی کا اور مسکنت کا اور محتاجی کا سب ختم لیکن کیا عزت والا بننا چاہتے ہیں؟ وہ جانتے ہیں (آج کا یہودی بھی خوب جانتا ہے آپ کو پتہ ہے؟!) لیکن نعوذ باللہ دل پر ایسی مہر لگی ہے کہ جب تک توبہ نہیں کریں گے توفیق نہیں ہو گی۔

3- تیسری آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: قوله تعالى: ﴿يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّبَدِّلُوۡا كَلٰمَ اللّٰهِ‌ؕ قُلْ لَّنۡ تَتَّبِعُوۡنَا كَذٰلِكُمۡ قَالَ اللّٰهُ مِنۡ قَبۡلُ﴾ إلى آخر الآية (الفتح:15)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّبَدِّلُوۡا كَلٰمَ اللّٰهِ﴾: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضمیر جو ہے یہ اَعراب کی طرف واپس پلٹتا ہے جن لوگوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ سَيَقُوۡلُ الۡمُخَلَّفُوۡنَ اِذَا انۡطَلَقۡتُمۡ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاۡخُذُوۡهَا ذَرُوۡنَا نَتَّبِعۡكُمۡ﴾: یعنی اس آیت کے جو ابتدائی الفاظ ہیں یا جملے ہیں وہ یہ ہیں: "کہ عنقریب جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے (یعنی جہاد میں حصہ نہیں لیا) اُن لوگوں نے یہ عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ سے کہ جب تم جاؤ جہاد کے لیے اور مال غنیمت کو لینے کے لیے تو ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمہاری اتباع کریں اور تمہارے ساتھ چلیں"۔

تواِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے تعلق سے یہ فرمایا ہے کہ: ﴿ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّبَدِّلُوۡا كَلٰمَ اللّٰهِ﴾: یہ لوگ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو تبدیل کریں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مال غنیمت ہے خاص لوگوں کے لیے معین کر دیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے غزوہ جنگ حدیبیہ میں حصہ لیا تھا، اور وہ لوگ جو صرف مال غنیمت کے لیے ساتھ دینا چاہتے تھے تو اُن لوگوں کا مال غنیمت میں کوئی حق نہیں ہے، اِس سے منع کر دیا ہے۔

اور اس آیت میں جو شاہد ہے اور جو ثبوت ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے: ﴿كَذٰلِكُمۡ قَالَ اللّٰهُ مِنۡ قَبۡلُ﴾: اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فرمایا ہے، یعنی ﴿قَالَ اللّٰهُ﴾ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے)۔ اور یہ فرمان کہاں پر ہے؟ قرآن مجید میں ہے۔

تو قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے، اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول بھی ہے اور ہر قول جو ہے وہ تلفظ سے ہوتا ہے۔ الفاظ ہیں، کلمات ہیں، جملے ہوتے ہیں، اور وہ سنائی بھی دیتا ہے (قول وہ ہوتا ہے جو سنائی دیتا ہے)۔

4- چوتھی آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الکہف آیت نمبر 27 میں: ﴿وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴾ (الکھف:27)۔

﴿وَاتْلُ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ تلاوت کریں (پڑھ کر سنائیں)) ﴿مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ﴾: "يعني: القرآن" (قرآن مجید)، اور وحی قول ہی ہوتا ہے اور قول مخلوق نہیں ہوتا۔

﴿مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ﴾ (اپنے ربّ کی کتاب سے):

(یعنی قرآن مجید ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف یہاں پر نسبت کی ہے اضافہ کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ابتداءً قرآن مجید سے کلام فرمایا ہے اور نازل کیا ہے اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیدنا جبریل الأمین علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعے سے۔

﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾: یعنی کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات کو تبدیل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ چاہے تو تبدیل کرلے ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ النحل آیت نمبر 101 میں:

﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

(اور جب اللہ تعالیٰ ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ تبدیل کرنا چاہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے تو اُن لوگوں نے یہ کہا ہے (نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے) کہ آپ نے جھوٹ باندھا ہے، سچ بات یہ ہے کہ اُن کی اکثریت جو ہے وہ جانتی نہیں ہے) (النحل:101)۔

اور اس آیت میں ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾: اس میں آیات کونیہ اور شرعیہ دونوں شامل ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا، جو کونی آیات ہیں اُن میں سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی کونی آیات کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا، یعنی مثال کے طور پر اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص پر موت کا فیصلہ کرلے "کوناً"، تو کوئی بھی اسے تبدیل

نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کسی پر فقیری اور محتاجی کا فیصلہ کر لے تو اسے کوئی بھی نہیں تبدیل کر سکتا، اگر اللہ تعالیٰ قحط کا فیصلہ کر لے کسی جگہ پر تو اس کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔

یہ تمام چیزیں جو ہیں جو کَون میں اور کائنات میں ہوتی ہیں تمام حادثات جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنیاد پر ہیں:

﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾(یس:82)۔

یعنی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا﴾: صرف اور صرف بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرماتا ہے﴿أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾: ﴿كُن فَيَكُونُ﴾ فوراً وہ چیز ہو جاتی ہے۔

تو آیات کونیہ اس﴿ كُن ﴾ سے لیا گیا ہے (کَون سے کائنات سے)، جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے ہونا چاہا ہے کہ وہ ہو تو کائنات میں اسے کوئی روک نہیں سکتا، یہ آیات کونیہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دن چاہا ہے تو اس کو کوئی رات میں تبدیل نہیں کر سکتا، رات ہے تو اس کو کوئی دن میں تبدیل نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کسی کو زندگی دینا چاہے صحت اور عافیت دینا چاہے کوئی اسے مار نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کسی کے لیے موت کو لکھ دے تو کوئی بچا نہیں سکتا اسے، یہ آیات کونیہ ہیں ساری: ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ﴾ کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

لیکن جو دوسری قسم کے جو کلمات ہیں (اللہ تعالیٰ کے کلمات جو دوسری قسم کے ہیں) "الكلمات الشرعية": جو شرعی کلمات ہیں جیسا کہ قرآن مجید ہے، تورات ہے، انجیل ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں "کلمات شرعیہ"، تو اہل کفر کی طرف سے اور اہل نفاق کی طرف سے تبدیل ہو سکتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو یا معنی کی بنیاد پر تبدیل کرتے ہیں، یا لفظ کی بنیاد پر، یا دونوں کی بنیاد پر تبدیل کرتے ہیں۔

اب دیکھیں اس کی کئی مثالیں ہیں تورات میں انجیل میں، اور قرآن مجید میں بھی دیکھیں آپ جیسا کہ معتزلہ نے استویٰ کو استولیٰ بنا دیا: ﴿ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ﴾(طٰہٰ:5): ﴿ٱسۡتَوَىٰ﴾ ہے لفظ۔ تو لفظ کی کیا تحریف کی؟ استولیٰ۔

اور معنی کی طرف آپ دیکھیں معنی کی تحریف جو اہل بدعت نے کی ہے وہ تو بے شمار ہیں!

اور یہودیوں نے (مثال کے طور پر) جو تحریف کی ہے قرآن مجید میں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کہ آپ داخل ہو جائیں بیت المقدس میں اور سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے ﴿حِطَّةٞ﴾ (البقرۃ:58): ﴿حِطَّةٞ﴾ یعنی اللہ ہمارے

گناہوں کو معاف کر دے: وہ اپنی پشت کے بل گھسیٹے گئے اور کہتے گئے "حنطة" (حطة کی جگہ حنطة "نون" کو زیادہ کر دیا ہے)۔

تو یہی اُن کا طرز عمل رہا ہے ہمیشہ سے یہودیوں کا اور علماء یہ کہتے ہیں کہ معتزلہ کا ﴿اسْتَوٰى﴾ کو استولیٰ بنانا ویسا ہے جیسا کہ یہودیوں نے حطة کو حنطة بنا دیا، اُنہوں نے "نون" زیادہ کر دیا، اِنہوں نے "لام" کو زیادہ کر دیا۔ اور انہوں نے "ن" کو زیادہ کیا ہے "حطة" میں ن زیادہ کر کے "حنطة" بنا دیا ہے۔

الغرض، تو اللہ تعالیٰ کے جو کلمات ہیں یہ دلیل ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے: ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾ (اللہ تعالیٰ کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا)، اور کلمات سے مراد قرآن مجید ہے۔

اچھا اگر کوئی معنیٰ کی تبدیلی بھی کرے یا لفظ کی تبدیلی بھی کرے قرآن مجید کے تعلق سے تو قرآن مجید محفوظ ہے، لوگوں نے بڑی کوششیں کی ہیں لیکن لوگوں کے سینوں میں اور کتابی شکل میں جو موجودہ قرآن ہے اسے کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔

لوگ اپنی بدعقیدگی اور بدعت کا ثبوت قرآن مجید سے بھی پیش کرتے ہیں لیکن قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں پڑتا، پکڑ اُن کی ہوگی سزا اُن کو ہوگی جو لوگ غلط بیان سے کام لے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا پاک کلام پاک ہے حق ہے سچ ہے اور محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے قرآن مجید کی حفاظت کا اس لیے اس بات سے یعنی کوئی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ جب قرآن مجید بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تبدیل نہیں ہو سکتا تو یہاں پر کیسے تبدیل ہو جائے گا؟! تو تبدیل لوگوں نے کوشش کی ہے کرنے کی حقیقتاً تبدیل نہیں ہوا: ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾: فیصلہ ہو چکا ہے۔

5- "الآية الخامسة": پانچویں آیت کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور پاک کلام ہے سورۃ النمل آیت نمبر 76 میں: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ (بے شک یہ قرآن جو ہے قصے سناتا ہے بنی اسرائیل پر اکثر اُس چیز سے جس میں وہ اختلاف رکھتے ہیں) (النمل: 76)۔

اور شاہد جو ہے وہ اس فرمان میں ہے: ﴿يَقُصُّ﴾: اور قصص جو ہے قصے جو ہوتے ہیں وہ قول سے ہوتے ہیں (کوئی بھی قصہ ہو تو قول سے ہوتا ہے نا قول کے سوا قصہ ممکن نہیں ہے)، اگر قرآن مجید ہی قصہ سناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ قصے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ یوسف آیت نمبر 3 میں: ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾(یوسف:3): اور اس آیت میں واضح دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں قصے بیان فرماتا ہے۔

﴿نَحْنُ﴾(ہم)﴿نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر قصے بیان کرتے ہیں (یا قصے سناتے ہیں))﴿أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾(سب سے بہترین قصے ہیں)﴿بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾(اس وحی سے جو آپ کی طرف یعنی نازل کی ہے یہ قرآن مجید)۔

یہ قرآن مجید میں جتنے بھی قصے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے خود بیان کیے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (58-1. العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔